روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPL 61

جلد 47-82 نمبر 89 | جمعہ 17 ذی الحجہ 1417ھ 25 شہادت 1376ھش 25 اپریل 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو (-) طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوامہ ہے کہ طبیعت آرام کرنا چاہتی ہے اور محبوبات نفسانی کی طرف کھینچی جاتی ہے۔ مگر وہ بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے۔ ثواب کی حد نفس لوامہ تک ہی ہے اور اسے ہی خدا نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ "کلام الٰہی" میں بھی قسم نفس لوامہ کی ہی خدا نے کھائی ہے۔ مطمئنہ کی نہیں کھائی کیونکہ مطمئنہ میں جا کر ثواب نہیں رہتا۔ کیونکہ وہاں کوئی کشاکشی اور جنگ نہیں۔ وہ تو امن کی حالت ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے، لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی، اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو، بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔ قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے۔ اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہئے، کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے اور یہ خداتعالیٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 99)

دعاؤں کو ہر وقت ورد زبان رکھو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

خوب سمجھ لو کہ اگر تم آہ و بکا اور عجز و انکسار میں سستی کرو گے تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے انسان خدا کا محتاج ہے نہ کہ خدا انسان کا۔ انسان کو خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کو انسان کی۔ ہم فقیر ہیں اور خدا غنی اس لئے ہمیں ضرورت ہے کہ اس کا دروازہ کھٹکھٹائیں نہ کہ وہ ہمیں اپنے فضل اور رحم سے جگائے اور پھر بھی ہم اس سے کچھ نہ مانگیں۔ پس سستی کو چھوڑ کر دعائیں کرنے کی عادت ڈالو۔ کئی لوگ صرف فرض عبادت کو ضروری سمجھتے ہیں اور دعائیں اور ذکر الٰہی کرنے سے غافل رہتے ہیں۔ مگر یہ بھی دہریت کی ایک رگ ہے جب کوئی قوم ذکر الٰہی کو چھوڑ دیتی ہے تو ایک فضول چیز کی طرح نکال کر پھینک دی جاتی ہے۔ مدرسہ کے افسروں کو چاہئے کہ اپنے اندر دعا اور ذکر الٰہی کرنے کی عادت ڈالیں اور پھر طالب علموں کو اس میں لگائیں۔ تم سب لوگ چوکس اور ہوشیار رہو۔ اور ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہو۔ مگر آجکل خاص دن ہیں ان میں ضرور ضرور بہت بہت دعائیں کرو۔ تاکہ خداتعالیٰ ان روکوں کو ہٹا دے جو ہمارے راستہ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھ دے۔ خصوصاً قادیان کے لوگوں کو۔ کہ دعا کرنے میں کبھی سست نہ ہوں۔ اور یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا کام ہو گیا ہے۔ ہم ہر وقت خداتعالیٰ کی مدد اور تائید کے محتاج ہیں اور جتنی جتنی ہماری عمریں بڑھتی جاتی ہیں اتنی ہی زیادہ احتیاج بھی ہوتی جاتی ہے اس لئے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔ جس قدر امتحان کے دن قریب آتے ہیں اسی قدر زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور اس وقت سست لڑکے بھی چست بن جاتے ہیں۔ تم بھی کسی وقت سست نہ ہو اور کبھی یہ نہ سمجھو کہ ہمارا کام ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ موت تک تمہارا کام ختم نہیں ہو سکتا۔ پس خداتعالیٰ کے حضور دن رات ایک کر کے عرض کرو۔ اور دعاؤں کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے۔ غرضیکہ ہر وقت ورد زبان رکھو۔ دعا صرف زبان سے ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ ہر ایک عضو دعا کرتا ہے۔ کیا جب آنکھیں عجز و نیاز سے آنسو بہاتی ہیں تو وہ دعا نہیں ہوتی۔ پھر کیا جب عاجزانہ شکل بنتی ہے تو وہ منہ دعا نہیں کرتا۔ یا جب ہاتھ گھٹنوں پر گرتے ہیں تو دعا نہیں کرتے یا جب کمر خدا کے حضور جھکتی ہے تو وہ دعا نہیں کرتی۔ سب اعضاء پاؤں۔ ماتھا۔ ناک کان انگلیاں سب دعا کرتی ہیں اور سب سے زیادہ دل دعا کرتا ہے۔ پس ہر وقت دعا کی عادت ڈالو۔ عادت سے مراد غفلت کی عادت نہیں بلکہ تکرار کی عادت ہے کہ تمہیں ہر وقت خدا یاد رہے۔ جب ایسا کرو گے تو خدا کے فیض کے دروازے تم پر کھل جائیں گے۔

(از خطبہ 7 جولائی 1916ء)

ooo

اعلان داخلہ

○ عائشہ دینیات اکیڈمی ربوہ میں درجہ اولیٰ کے پہلے سمیسٹر کا داخلہ جاری ہے۔

کل چار سمیسٹر ہیں۔ میٹرک یا انٹرمیڈیٹ یا گریجوایشن مکمل کرنے والی طالبات داخلہ لے سکتی ہیں۔ داخلہ جاری ہے۔

(پرنسپل عائشہ اکیڈمی ربوہ)

مکرم عبدالستار خان کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں

احباب کرام کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم مولانا عبدالستار خان صاحب رکن ادارہ الفضل سابق مربی سپین کی اہلیہ محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ مورخہ 23- اپریل 1997ء کو اچانک بعارضہ قلب صبح پونے نو بجے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بعمر قریباً 45 سال وفات پا گئیں۔ موصوفہ کو علی الصبح دل کی تکلیف ہوئی فوراً ہسپتال لیجایا گیا لیکن قضا و قدر آڑے آئی اور موصوفہ انتقال کر گئیں۔

اسی روز بعد مغرب بیت المہدی میں محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی جہاں تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا جلیل صاحب نے ہی دعا کرائی۔

موصوفہ محترم چوہدری مولا بخش صاحب آف ادرحمہ کی بیٹی، حضرت ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت بانی سلسلہ کی نواسی اور حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پڑنواسی تھیں۔ موصوفہ میانوالی میں کچھ عرصہ صدر لجنہ رہیں۔ اور سپین میں 5 سالہ قیام کے دوران خصوصی خدمت دین کی توفیق پائی۔ موصوفہ نے اپنا شادی کا سارا زیور برضاء و رغبت صد سالہ جوبلی فنڈ میں دے دیا جو حضرت صاحب کے ارشاد پر بیت بشارت سپین کی تعمیر میں خرچ کیا گیا۔

موصوفہ ہر دینی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ انہوں نے اپنی یادگار دو کم سن بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند کرے اور اپنے فضل و رحم سے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

ooo

درخواست دعا

○ مکرم مبارک احمد صاحب کھوکھر ڈیفنس سوسائٹی کراچی کے چچا جان محترم میجر (ر) عطاء اللہ کھوکھر صاحب آف لاہور چھاؤنی حال نیوجرسی امریکہ مختلف عوارض سے سخت بیمار ہیں۔ ان کی حالت بہت تشویشناک ہے۔ احباب سے ان کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خداتعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

25- شہادت 1376 ھش   25 - اپریل 1997ء

خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور دعا میں استقلال

دعا تو ہم سب لوگ کرتے ہیں لیکن نتیجۃً دیکھا یہ جاتا ہے کسی شخص کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور کسی کی کم۔ اور بعض لوگوں کی تو اتنی کم دعا قبول ہوتی ہے کہ وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ اپنی طرف نظر نہیں کرتے لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق یہ بدظنی شروع کر دیتے ہیں کہ وہ سنتا ہی نہیں۔ ہم نے بار بار اس سے دعا کی ہے اور ہماری تو کوئی دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔ یہ بات انسان کو واقعی مایوسی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ دعا کی قبولیت کے لئے کس بات کی ضرورت ہے۔ کیا ہر فقرہ جو منہ سے دعا کے طور پر نکلا اسے مقبول ہو جانا چاہئے۔ کیا جو کچھ ہم نے مانگا وہ ہمیں مل جانا چاہئے۔ کیا ہماری اپنی مانگنے کی کیفیت بھی دعا پر اثر انداز ہوتی ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں حضرت امام جماعت الثانی کا ایک ارشاد ایسی واضح رہنمائی فرماتا ہے کہ اگر اسے مدنظر رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو دعاؤں کی قبولیت محسوس طور پر حاصل ہونے لگے گی۔ یہ بھی کہا جا سکے گا کہ ہماری دعائیں دوسروں سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ آپ کا ارشاد پیش خدمت ہے۔ فرماتے ہیں:-

”دعا مانگنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اعمال کو احکام دینیہ کے مطابق کرے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس طرح ماں باپ بھی اسی بچے کی باتیں مانتے ہیں جو ان کی مانے اور پوری پوری فرمانبرداری کرے۔ جو ان کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتا اس کی باتوں کی وہ بھی نہیں کرتے۔ پھر استاد اسی لڑکے کی بات مانتا ہے جو محنتی اور اچھی طرح سبق یاد کرنے والا ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے فرمانبردار بندوں کی نافرمان بندوں سے زیادہ مانتا ہے۔“

گویا کہ دعا کی قبولیت کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کی بات مانیں۔ اس کے احکام کی پیروی کریں۔ اس سلسلے میں دو باتیں خاص طور پر یاد رکھنے والی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے کیا تعلق ہے اور اس کے اپنے متعلق جو احکام ہیں ان کی ہم کس طرح پیروی کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کی مخلوق کے ساتھ ہمارا کیسا تعلق ہے۔

خدا تعالیٰ کے احکام کا اگر تجزیہ کیا جائے تو دو باتیں جو سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں کہ کچھ حقوق خدا تعالیٰ کے ہیں اور کچھ حقوق بندوں کے۔ اگر صرف خدا تعالیٰ کے حقوق پورے کئے جائیں اور بندوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ اور اگر صرف بندوں کے حقوق کی پرواہ کی جائے اور خدا تعالیٰ کے حقوق کی طرف سے لاپرواہی برتی جائے۔ تو اسے بھی مکمل فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ مکمل فرمانبرداری اسی بات کا نام ہے کہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادائیگی کی جائے اور بندوں کے حقوق بھی انہیں دئے جائیں بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے اور بالکل ٹھیک طور پر کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے متعلق حقوق میں تو نرمی کر دیتا ہے انسان معافی مانگے تو اسے معافی مل جاتی ہے مغفرت چاہے تو اسے مغفرت عطا کر دی جاتی ہے لیکن اگر بندوں کے حقوق ان کو نہ دئے جائیں تو یہ خدا تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ یعنی اس وقت تک معاف نہیں کرتا۔ جب تک بندہ بھی معاف نہ کر دے گویا کہ خدا تعالیٰ بندوں کے حقوق کو اپنے حقوق سے بھی زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں باتیں تو دونوں آتی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کئے جائیں اور بندوں کے حقوق بھی ادا کئے جائیں۔ لیکن بندوں کے حقوق عطا کرنے کو کسی قدر زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ پس اگر ہم اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہیں تو ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بنیں گے تو دعا قبول ہو گی۔ ویسے تو عام حالات میں باتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ایک بات ہمارے دل میں آتی ہے اور پوری ہو جاتی ہے ہم اس کے متعلق دعا بھی نہیں کرتے لیکن جب دعا کرنے کے بعد بات پوری ہوتی ہے تو اس کے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بات پوری ہو گئی اور دوسری یہ کہ خدا تعالیٰ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھ گیا۔ اور خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین حقیقی طور پر انسان کی زندگی کا اثاثہ ہے۔

امام جماعت احمدیہ الثانی مزید فرماتے ہیں:-

”پس تم لوگ اول تو اپنے اعمال کو احکام دینیہ کے مطابق بناؤ اور دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ بلکہ دعا کرتے وقت یہ پختہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا سنے گا اور ضرور سنے گا۔ اور اس وقت تک دعا کرتے رہو کہ خدا کی طرف سے یہ حکم نہ آجائے کہ اب یہ دعا مت مانگو۔“

یہ علامت ہے دعا کی قبولیت کی۔ جب خدا تعالیٰ خود کہہ دیتا ہے کہ دعا مت مانگو تو اس کے سوا اس کا اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ اس نے دعا قبول کر لی ہے اور اب اس بات کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔

پس خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ ہم دعا کرتے ہوئے کبھی مایوس نہ ہوں۔ دعا کریں اور کرتے ہی رہیں۔ اور جوں جوں ہم دعا میں آگے بڑھتے ہیں ہمیں خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کو بھی اپنی زندگی کا ایک مستحکم ستون بنا لینا چاہئے۔ یعنی یہ دو باتیں دعا کے لئے نہایت لازم ہیں۔ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور دعا میں استقلال۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ ادھر بات کی اور ادھر پوری ہو گئی تو یہ درست نہ ہو گا۔

پس آئیے ہم اس بات پر ہمیشہ غور کرتے رہیں کہ ہم کیا کچھ کر کے خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن سکتے ہیں۔ اور جب اس سے دعا مانگتے ہیں تو کتنا استقلال دکھاتے ہیں۔

اس بات کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے کہ دعا کی قبولیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے تاکہ قبولیت کے ساتھ ساتھ ہمارا ایمان بھی بڑھتا رہے اور اسے ہم دوسروں کے سامنے پیش کر کے انہیں بھی خدا تعالیٰ کے آستانے پر لا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جناب سے یہ دونوں باتیں عطا کرے۔ آمین۔

کوئی مذہب کوئی مسلک کوئی ہو دین ایمان
کیا یہ سچی بات نہیں ہے ہم سب ہیں انسان
اک دُوجے کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتے جائیں
اپنی اپنی منزل کی ہم سب کو ہے پہچان

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر صلاح الدین- نیویارک (امریکہ)

ہم اور الرجی

فیشن ایبل اور تعلیم یافتہ لوگوں میں "الرجی" لفظ کافی استعمال ہوتا ہے۔ خاص کر جب کوئی ایسا شخص آجائے جس کی طبیعت دوسرے سے مختلف ہو یا کوئی ایسی باتیں کرے جو کہ پسندیدہ نہ ہوں تو طبیعت پر منفی اثر ہوتا ہے۔ اور دل یہ چاہتا ہے کہ یا ایسی باتیں نہ ہوں یا پھر یہ شخص جلدی اٹھ کر چلا جائے۔ تو ایسی صورت میں لوگ عموماً کہہ دیتے ہیں کہ مجھے تو فلاں شخص سے الرجی ہے۔ یا اس کی باتوں سے الرجی ہے۔

کل ہی ایک بزرگ کے پاس ایک کام کے سلسلہ میں گیا۔ وہ الرجی کے بارہ میں میرا امتحان لینے لگے۔ اور پوچھنے لگے کہ آج کل تو بچوں کو اپنے بڑوں سے الرجی کا مرض ہے۔ ہر کام میں اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ان کی تربیت یا اصلاح کی خاطر ان کی توجہ دلائیں تو ان کا موڈ دیکھنے والا ہوتا ہے۔ بس یہی چاہتے ہیں کہ جو ہماری مرضی وہ کریں۔ باتوں باتوں میں فرمانے لگے کہ آج کل ایک اور قسم کی بھی الرجی دیکھنے میں آتی ہے۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا ہے اور دن پھیر دیئے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک چالیس یا پچاس لاکھ کی عالی شان کوٹھی نہ بنالیں لوگوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ میں کیا ہوں۔ یہ لوگ تو اپنی غربت کے دور کی الرجی اس طرح نکالتے ہیں۔ اور جب سامنے والا یہ دیکھتا ہے کہ ہیں! یہ کوٹھی اس نے بنائی ہے تو اس کو حسد کا الرجک ری ایکشن ہو جاتا ہے۔ اگر ایک شخص سوزوکی کار خریدتا ہے تو ایک ہمسایہ کی خواہش ہوتی ہے کہ ٹویوٹا کرولا خریدوں تو دوسرا ہمسایہ یہ چاہتا ہے کہ ہنڈا کار آٹومیٹک مل جائے۔ اگر ایک کا بچہ دبئی گیا ہے تو دوسرے کی خواہش ہے کہ کسی نہ کسی طرح جرمنی چلے جائیں۔ یہ سب الرجی کی ہی اقسام ہیں جو ہمارے معاشرے اور ذہنوں کو اثر انداز کر رہی ہیں۔

آخر میں یہ بزرگ فرمانے لگے کہ اس قسم کی الرجی کا علاج اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ "یقیناً اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلی سکون نصیب ہوتا ہے"۔

واقعی ہمیں اس پر عمل کرنا چاہئے۔

طبی نقطہ نظر سے ابتدا ہی سے لفظ "الرجی" ایسے رد عمل کو کہتے ہیں کہ انسان کا دفاعی نظام کسی بیرونی شئے (وہ شئے جو ہمارے جسم کا حصہ یا جزو نہ ہو) کے ہمارے جسم میں داخل ہونے کی صورت میں پیدا ہو۔ عام طور پر ہمارے جسم کا دفاعی نظام جب بھی کوئی بیرونی شے جسم میں داخل ہوتی ہے تو اس کے خلاف ایسا کیمیائی مادہ پیدا کرتا ہے جس کو "اینٹی باڈیز" کا نام دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی وائرس ہمارے جسم پر حملہ کر دے تو جسم کا دفاعی نظام اس کے خلاف اینٹی باڈیز پیدا کر دے گا تا کہ انسان بیمار نہ ہو۔ پھر اگر اسی قسم کا وائرس دوبارہ جسم پر کسی بھی وقت حملہ کر دے تو فوری طور پر دوبارہ اسی وائرس کے خلاف ہمارے جسم کا دفاعی نظام "اینٹی باڈیز" بنا دے گا۔ اور اس طرح ہمارا جسم صحت مند رکھنے کے لئے قدرت نے جسم میں دفاعی نظام بنایا۔ اینٹی باڈیز کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ یہ "مخصوص" ہوتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس وائرس کے دفاعی نظام نے ان کو بنایا ہے۔ یہ اسی وائرس پر اثر کر کے اس کو مفلوج یا ناکارہ کرے گا۔ اگر دوسری قسم کا وائرس جسم پر حملہ کرے گا تو پھر اس کے خلاف علیحدہ و مخصوص اینٹی باڈیز ہمارا جسم دفاعی نظام بنائے گا۔

الرجک ری ایکشن

الرجک ایکشن کی صورت میں ہمارا دفاعی نظام جو اینٹی باڈیز بناتا ہے ان کو IgE کہا جاتا ہے۔ اور یہ اینٹی باڈیز ہمارے جسم کے خاص خلیات (Mast Cell) کی بیرونی جھلی کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہیں۔ جب یہ اینٹی باڈیز اس بیرونی شے جس کے خلاف وہ بنی ہوں کے ساتھ جاکر ملتی ہیں تو Mast Cell ایک ایسا کیمیائی مادہ بناتے ہیں جن کو H- Substance کہا جاتا ہے۔ H- Substances میں Prostaglandins, Histamines اور Leukotrines شامل ہیں۔ اور یہ کیمیکلز سب سے زیادہ الرجک رد عمل پیدا کرنے کا سبب ہیں۔ ہمارے جسم میں جب یہ کیمیکلز پیدا ہوتے ہیں تو ہمارے جسم کے خلیات اور بعض اعضاء میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ سوزش کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کیمیکلز کی وجہ سے خون کی باریک نالیوں میں سے خون رسنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور رسنے والا یہ خون ارد گرد کے خلیات میں جمع ہو جاتا ہے۔

اسی قسم کی عام مثالوں میں ہمارے جسم کی جلد پر سرخ رنگ کے دھبے پڑ جاتے ہیں جن پر خارش محسوس ہوتی ہے۔ ہماری ناک کی اندرونی جھلیوں میں سوزش ہو کر پانی بہنے لگتا ہے۔ اور بعض مرتبہ ہماری آنکھیں الرجک ایکشن کی وجہ سے سرخ ہو جاتی ہیں۔ اور دل کرتا ہے کہ ہم آنکھیں ملتے ہی رہیں تاکہ ذرا سکون نصیب ہو۔

چند الرجک ایکشن معمولی قسم کے ہوتے ہیں لیکن Mast Cells کی وجہ سے پیدا کئے ہوئے ایکشن خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ دمہ کا حملہ۔ یہ حملہ اس وقت ہوتا ہے جب Histamine کی کافی مقدار انسانی خون میں شامل ہو جائے۔ اور اس وجہ سے بلڈ پریشر فوری طور پر کم ہو جاتا ہے اور جسم کی فزیالوجی کو ایک Shock لگتا ہے۔ اس کے علاوہ گلے میں بہت زیادہ سوزش ہو جاتی ہے۔ اور گلے کے خلیات سوج جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے دمہ کی کیفیت اور سانس لینے میں دشواری پیش آتی ہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ بعض اوقات کچھ لوگوں کو پنسلین سے الرجک ایکشن ہو جاتا ہے۔ یا کسی کیڑے یا مکوڑے نے کاٹ لیا تو اس سے بہت شدید الرجک ایکشن ہوا اور جان کے لالے پڑ گئے۔ اسی طرح بعض قسم کی غذاؤں سے الرجی ہو جاتی ہے۔ حال ہی میں ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ درد شقیقہ بھی بعض صورتوں میں غذا سے الرجی ہو سکتی ہے۔

الرجی کا موروثی ہونا

بعض قسم کی الرجی موروثی بھی ہو سکتی ہے۔ عموماً Hay Fever "دمہ" اور ایگزیما موروثی ہو سکتے ہیں۔ ایک خاندان کے افراد میں سے بعض کو اس قسم کی الرجی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کے جسم میں IgE کی مقدار زیادہ پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ تو ایسے لوگوں کو ہمیشہ ہی کسی نہ کسی قسم کی الرجی کی شکایت رہتی ہے۔ لیکن اس کی معین وجہ ابھی تک معلوم نہیں کی جاسکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جسم کا دفاعی نظام اتنا پیچیدہ ہے کہ ابھی تک ان موضوعات پر ریسرچ ہو رہی ہے اور قدرت کے اس نظام کے پوشیدہ راز معلوم کرنے کے لئے ابھی ابتدا ہی ہوئی ہے۔

جی! یہ پڑھ کر ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ قدرت نے ہمارے جسم کے دفاعی نظام کو کنٹرول کرنے والی مشینری (Immuno Regulatory Net work) میں زندگی کے دوران تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس وجہ سے مدتوں سے جو الرجی چلی آرہی ہوتی ہے وہ خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو بالکل الرجی نہ ہوتی ہو تو زندگی کے کسی حصہ میں ان کو الرجی ہو جائے۔ بہرحال یہ قدرت کا ایک نظام ہے جس کو سمجھنے میں ابھی بہت آگے جانا ہے۔

الرجی اور دور حاضر

سائنسدانوں کا نظریہ ہے کہ دور حاضر میں غذائی تبدیلیوں کی وجہ سے' فضا میں تبدیلی کی وجہ سے اور ہر چڑھنے والے دن ہمارے ذہنوں پر تناؤ (Stress) کی وجہ سے الرجک ایکشن پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے الرجی پیدا کرنے والی اشیاء میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کی صحت اور قوت مدافعت دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے۔

آبادی میں اضافہ کی وجہ سے دنیا نے غذا میں خود کفیل ہونا ہے۔ اور زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے فرٹلائزر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے اناج میں Trace Substances کی کمی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قدرتی اشیاء کو Refine کرنے کا رواج ہو گیا ہے۔ جیسے سفید چینی۔ میدہ۔ اور بے شمار دوسری اشیاء اس وجہ سے بھی قدرتی اشیاء میں Trace Substances کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اجزاء پہلے وقتوں میں الرجی پیدا کرنے سے روکتے تھے۔ یہ پڑھ کر تو ہمارے بزرگ واقعی خوش ہوں گے کہ دیکھا ہماری بات ٹھیک تھی۔ ہم ٹھیک ہی تو کہتے تھے کہ ہمارے دور میں غذا بھی اچھی تھی۔ فضاء بھی اچھی تھی۔ اور ہم بیمار بھی کم ہوتے تھے۔ اور الرجی کا تو دور سے بھی واسطہ ہی نہ تھا۔

غذا میں رنگوں کا استعمال

غذا میں رنگوں اور کیمیاوی اجزا جو غذا کو محفوظ رکھنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ کے استعمال سے بھی الرجی ہو جاتی ہے۔ ریسرچ سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ موٹے بچوں میں غذا کی وجہ سے الرجی ہو جاتی ہے۔ اور ان کی طبیعت میں تیزی آجاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایسے بچے بہت زیادہ روتے ہیں اور ہر وقت اپنے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ ہلاتے رہتے ہیں۔ بعض رنگ صرف الرجی ہی نہیں کرتے بلکہ کینسر کا سبب بھی بنتے ہیں۔ خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں مشروبات اور مٹھائیوں میں کئی ایسے رنگ استعمال ہوتے ہیں جن کی فروخت اور استعمال یورپ اور امریکہ میں ممنوع ہے۔

اسی طرح آج کل بچوں کو بوتل کا دودھ پلانے کا فیشن عام ہو گیا ہے۔ مائیں بہت جلد بچوں کو بوتل کے دودھ پر لگا دیتی ہیں۔ بچے کا اپنا دفاعی نظام تقریباً 9 ماہ کی عمر تک کام کرنا نہیں شروع کرتا۔ ماں کے دودھ میں جو اینٹی باڈیز ہوتی ہیں وہ بچے کو کافی حد تک صحت مند رکھنے میں مددگار ہوتی ہیں۔ اور اگر بچہ بوتل کا دودھ پی رہا ہے تو اسے اپنی زندگی کے آغاز کے چند ماہ میں ہی الرجی ہو سکتی ہے۔

الرجی پیدا کرنے والی اشیاء

ہماری فضاء میں روز بروز آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ فضاء کو آلودہ کرنے والے اجزاء۔ یا تو بنیادی طور پر خود الرجی کا سبب بنتے ہیں یا پھر الرجی کرنے کا ثانوی سبب بن جاتے ہیں۔ ان میں بے شمار کیمیکلز' پٹرولیم کی مصنوعات اور اشیاء کو صاف کرنے والے کیمیکلز شامل ہیں۔ ویسے تو جو اشیاء الرجی کا سبب بن سکتی ہیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ مختصراً جو اشیاء زیادہ اہم کردار ادا کرتی ہیں ان میں جانوروں کے بال۔ جانوروں کے پر۔ جانوروں کی کھال سے بنی ہوئی اشیاء

جانوروں کے بالوں کی سکری جس کو Dandriff کہا جاتا ہے۔ کھٹمل اور اسی قسم کے دوسرے کیڑے مکوڑے گرد و غبار' زرگل' انڈے' دودھ اور پنیر سے بنی ہوئی اشیاء بیر' مچھلی' جھینگے' شراب' کئی قسم کی ادویات' بعض قسم کے صابن اور شیمپوز' مصنوعی دھاگہ اور اس سے بنا ہوا کپڑا۔ میک اپ کی اشیاء اور رنگ گورا کرنے والی بلیچ کریم وغیرہ۔

ایک اچھی بات

متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں اور مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد خالد گورایہ

معیارِ تعلیم

روزنامہ الفضل کے فورم منعقدہ 6- اپریل میں نصرت جہاں اکیڈمی کے پرنسپل مکرم محمد خالد گورایہ نے درج ذیل تحریر پڑھی۔

آج کے فورم کا موضوع معیار تعلیم ہے۔ کیا معیار تعلیم گر رہا ہے یا بہتر ہو رہا ہے پیشتر اس کے کہ اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ معیار اور تعلیم کے الفاظ کی تشریح ہو جانی چاہئے معیار کیا ہے اور تعلیم کیا ہے۔ جہاں تک معیار کا تعلق ہے۔ تو معیار کو ماپنے کا پیمانہ تو ہر انسان کا الگ الگ ہو سکتا ہے اور اسی طرح معیار تعلیم کو بھی ہر انسان مختلف زاویوں سے دیکھے گا۔

تعلیم علم کو حاصل کرنے کا نام ہے۔ علم کس طرح حاصل کیا جاتا ہے اور وہ تمام ذرائع اور عوامل جو علم حاصل کرنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ ان کے موازنہ سے ہی ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کیا معیار تعلیم گر رہا ہے یا بہتر ہو رہا ہے۔ نیز یہ موازنہ کس زمانہ تک محیط ہو گا۔ قریب کے زمانہ تک یا بعید تک اور پھر اس کی بھی کیا حد بندی ہو گی۔

تعلیم ذہنی نشوونما کا نام ہے۔ جسے کلام الٰہی کی تعلیم اگر تم عقل رکھتے ہو تو دلیل لاؤ کی راہنمائی میں مختلف مدارج طے کرنا ہوں گے۔ اور اس میں ہر انداز فکر کی خوبیوں اور کمزوریوں سے آگہی بھی شامل ہو گی۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر "بے علم نتواں خدا را شناخت" والا معاملہ ہو گا۔

اس مختصر سے تعارف کے بعد میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں میرے خیال میں معیار تعلیم گر نہیں رہا بلکہ بہتر ہو رہا ہے۔ مخالف نظریہ کے حامی اس کے حق میں دلائل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش ضرور کریں گے۔ کہ آج سے چالیس یا پچاس سال یا اس سے بھی قبل تعلیم حاصل کرنے والے اپنے اپنے مضمون کا بہتر علم رکھتے تھے۔ ان کی گرائمر ٹھیک تھی ان کا تلفظ ٹھیک تھا یا ان کی تحریر خوش خط تھی۔ اس لحاظ سے اب نہ قلم سے لکھنے کا رواج ہے نہ "Z" کی نب کا استعمال اور نہ ہی تلفظ اور گرائمر کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ان کی افادیت اپنی جگہ لیکن اگر حصول علم کی راہ میں یہ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں تو ان کی پابندی لازمی نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔

میرے خیال میں آج کا بچہ جب سکول میں داخل ہوتا ہے۔ تو سکول میں داخل ہونے سے قبل اسے ایسا ماحول میسر آ جاتا ہے۔ جس میں اسے بہت سی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ اس میں ہمارے ماحول اور جدید ایجادات کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔

نیز تعلیم حاصل کرنے والے افراد کے تناسب کا ماضی سے کوئی مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ آج تو علم کی کوئی حد نہیں رہی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے ہر فرد ہر گھر ہر خاندان اور معاشرہ کے افراد تعلیمی حصول کے لئے اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے دیوانے ہو رہے ہیں اور وارفتگی کا یہ عالم ہے۔ کہ کوئی بھی شخص اس کے حالات خواہ کیسے بھی ہوں۔ اپنے بچوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ اور مہنگے سے مہنگے تعلیمی اداروں میں تعلیم دلوانے کا خواہاں ہے اور آج کا طالب علم علمی لحاظ سے بھی اپنے مضمون سے ہٹ کر ایسی تعلیم اور معلومات حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ جس کا تصور اور مواقع قبل ازیں میسر نہ تھے۔

پاکستان کے بہت سے تعلیمی اداروں میں اس وقت عام کورسز اور سلیبس سے ہٹ کر انگلش میڈیم سکولوں میں لندن اور کیمبرج یونیورسٹی کے سلیبس اور کورسز رائج ہیں۔ جو تعلیمی میدان میں ایسی وسیع بنیاد فراہم کر رہے ہیں کہ ان کے معیار اور تعلیم کا اندازہ اور ادراک بھی مشکل ہے رٹا لگانے کے طریق کار کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے۔ اور سکول لیول میں کالج کی سطح کے بہت سے عناوین پڑھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اور طلباء کی ایک اچھی خاصی تعداد اس طریق کار کو اپناتے ہوئے بین الاقوامی سطح پر علم کے معیار پر پورا اتر رہی ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ ابھی کل ہی کی بات ہے۔ بلکہ ماضی قریب میں ہمارا نظام تعلیم کیا تھا انتہائی پرانا اور فرسودہ جہاں اساتذہ کی ایک اچھی خاصی تعداد معیار تعلیم تو کیا انسانی شخصیت کی نشوونما کے برعکس طلباء میں انسانی قدروں کو پامال کرنے کے درپے تھی۔ جہاں طلباء کو مرغا بنا کر چھترول کی جاتی تھی اور جہاں ڈنڈے کے استعمال نے ہماری کئی نسلوں کو تعلیم سے دور رکھا۔ جہاں انگریزی کی تعلیم کو حرام قرار دیا گیا یا سائنسی علوم کے مطالعہ پر قدغن لگائی گئی کیا یہ بہتر معیار تعلیم و نظام تعلیم تھا۔ یقیناً نہیں۔

جہاں تعلیمی اداروں کا فقدان تھا اور تعلیمی پسماندگی کا یہ حال تھا کہ ایک پوسٹ کارڈ پڑھنے اور پڑھانے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھانی پڑتی تھیں۔ جہاں مدارس میں پڑھنے والے طلباء کو اپنے استاد کے گھر کے کام کاج اور بعض صورتوں میں رات کی روٹیاں اکٹھی کر کے اپنے استاد کے گھر پہنچانے کی ذمہ داری بھی ادا کرنا پڑتی تھی اور اس کے عوض روزانہ ایک صفحہ یا دو صفحات سبق دے دیا جاتا تھا۔

آج ہمارے طلباء بہتر نظام تعلیم کو اپنائے ہوئے آزادی کی فضا میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے ہر میدان میں معیار کو بہتر سے بہترین بنا رہے ہیں۔ میں کسی صورت میں بھی اس مفروضہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ معیار تعلیم گر رہا ہے۔ ہمارے آج کے طلباء کی امتحانات میں شاندار کارکردگی اور حاصل کردہ نمبروں کا تناسب اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آج ہمارے واقفین نو بچے جو خداداد صلاحیتیں لے کر آگے آ رہے ہیں اور جس طرح اس نئی پود کا معیار تعلیم روز افزوں بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری یہ آئندہ نسلیں تعلیمی معیار کی بلندیوں تک پہنچیں گی۔ آئندہ چند سالوں میں جو نتائج سامنے آنے والے ہیں۔ ان کا تصور ہم ابھی نہیں کر سکتے وہ تمام لوگ جو ان بچوں کی تعلیم و تربیت سے منسلک ہیں ان سے پوچھیں کہ وہ ان بچوں میں کس قسم کی معجزانہ استعدادوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

ٹرانسپورٹ کی سہولتوں نے ہمارے معیار تعلیم کو کنوئیں کے مینڈک کی سطح سے نکال کر عالمگیریت عطا کر دی ہے۔ اور یہ بات حتمی اور یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ موجودہ دور کی ایجادات ریڈیو، ٹیلی فون، کمپیوٹر اور دیگر جدید ٹیکنالوجی نے ہمارے معیار تعلیم کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہر مضمون میں معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لئے ایم فل، پی ایچ ڈی اور تحقیق ریسرچ کے بے شمار مراکز قائم ہو چکے ہیں اور مزید قائم ہو رہے ہیں۔ جن سے آج کا طالب علم بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔

○

نہ کام آسکیں گے بہانے مرے
اجل ڈھونڈ لے گی ٹھکانے مرے

زمانے میں پھیلے فسانے مرے
فضاؤں میں گونجے ترانے مرے

کوئی سن رہا ہے ترانے مرے
بڑے اوج پر ہیں زمانے مرے

جلے سینکڑوں آشیانے مرے
ہوئے کم نہ پھر بھی ٹھکانے مرے

منادی ہوں میں آج توحید کا
یہ ہے دور میرا زمانے مرے

عنایات پیہم، کرم در کرم
دفینے مرے ہیں خزانے مرے

دعائیں مری التجائیں مری
یہی گیت ہیں اور ترانے مرے

ہے زیرِ نگیں میرے مِلک سخن
گڑے ہر جگہ شامیانے مرے

مقدر عدو کا ہے نارِ حسد
بجے ہر طرف شادیانے مرے

اٹھالوں گا ہنس ہنس کے بارِ الم
نہیں اتنے کمزور شانے مرے

تمنائے خام اور دستِ طلب
یہی تو ہیں دشمن پرانے مرے

سلیم ان کا حسنِ نظر ہی تو ہے
پسند آ گئے جو ترانے مرے

سلیم شاہجہانپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر منور احمد

خاں صاحب قاضی محمد اکرم (آف ڈیرہ دون)

ولادت:۔ 1877ء

وفات: 13۔ جون 1933ء

قاضی محمد اکرم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے دوسرے بیٹے تھے۔

"ڈاکٹر محبوب عالم کی بیعت کے بعد ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے اپنے والد بزرگوار قاضی غلام رسول صاحب اور اپنے دوسرے بیٹے یعنی قاضی محمد اکرم کو قادیان بھیجا جہاں انہوں نے بھی بیعت کی سعادت حاصل کی"

آپ کو تمام عمر سلسلہ سے والہانہ عقیدت اور تعلق رہا۔ جہاں بھی رہے خدمت دین کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اپنی اعلیٰ صحت اور رعب دار شخصیت کی وجہ سے یو۔پی کے محکمہ پولیس میں بطور سب انسپکٹر جلد ہی ملازمت مل گئی۔ جہاں آپ کو اپنی قابلیت اور لیاقت کے جوہر دکھانے کا کھل کر موقعہ ملا۔ 1922ء میں آپ کی اعلیٰ خدمات و کارکردگی پر حکومت ہند نے آپ کو محکمانہ ترقی دے کر سرکل انسپکٹر پولیس بنا دیا جو اس زمانہ میں ایک ہندوستانی کے لئے بڑا اعزاز تھا اور ڈیرہ دون میں تعینات کر دیا۔ اس وقت یہ علاقہ سیاسی حالات کی وجہ سے مخدوش اور انتظامی لحاظ سے مشکل ترین علاقہ تصور کیا جاتا تھا۔ آپ یہاں تقریباً دس سال رہے اور آپ کی اس حسن کارکردگی پر حکومت ہند نے 1931ء میں آپ کو خاں صاحب کے خطاب سے نوازا۔

آپ نے اپنی تمام سروس کے دوران بڑی بہادری سے نامی گرامی چوروں اور ڈاکوؤں کو زیر کیا اور کئی دفعہ بھیس بدل کر ڈاکوؤں کی کچھاروں میں داخل ہو کر ان کے خلاف کارروائی کی۔ اس کے علاوہ جہاں بھی رہے اس علاقہ کے امن عامہ کے کام کو بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا جس پر آپ کو حکومت کی طرف سے مختلف وقتوں میں نقد انعامات' رائفلیں' پستول اور اعلیٰ کارکردگی کے سرٹیفکیٹ ملے جن میں آپ کی خدمات کو سراہا گیا تھا۔

قاضی اکبر محمود اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:۔ والد بزرگوار قاضی محمد اکرم اپنے اعلیٰ اخلاق محنت اور ایماندار کی وجہ سے محکمہ میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ جہاں تمام افسران بالا جو عموماً انگریز ہوتے تھے آپ پر مکمل اعتماد کرتے تھے اور آپ کی رائے کو وقعت دیتے تھے وہاں آپ کا تمام ماتحت عملہ اپنے آپ کو آپ کے زیر سایہ بالکل محفوظ خیال کرتا تھا۔ اس طرح آپ جس جگہ بھی تعینات رہے عوام الناس نے بھی آپ کے اخلاق فاضلہ کی وجہ سے بہت عزت اور قدر کی۔

وجیہ اور شکیل ہونے کے علاوہ بہت رعب اور دبدبہ کے مالک تھے مگر طبیعت کے حلیم اور محبت کرنے والے تھے۔ کھیلوں میں بہت دلچسپی تھی بہت اچھے اتھلیٹ تھے اور ان کا شمار اپنے زمانہ کے کرکٹ کے اچھے کھلاڑیوں میں ہوتا تھا۔

اپریل 1912ء میں آپ لکھنؤ میں تعینات تھے کہ حضرت نورالدین صاحب کے ارشاد کے مطابق ایک تعلیمی وفد یو۔پی کے مختلف شہروں کے دورہ پر لکھنؤ بھی گیا اس وفد کے امیر حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب تھے۔ سید سرور شاہ صاحب۔ قاضی امیر حسین صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ سید عبدالحئ صاحب عرب اور شیخ یعقوب علی عرفانی آپ کے ساتھ وفد میں شامل تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے ایک جمعہ امین آباد پارک لکھنؤ میں قاضی محمد اکرم کے مکان پر پڑھایا (سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 266 از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب) اس مبارک موقعہ پر تمام وفد کی دعوت بھی کی جس کا اہتمام آپ کی بیگم صاحبہ نے خود کیا تھا"

اس وفد نے لکھنؤ کے قیام کے دوران مختلف علماء سے گفتگو کی اور بعض جلسوں میں تقاریر بھی کیں۔

قاضی محمد اکرم کے یو۔پی میں سروس کے دوران خاص دوستوں میں خان صاحب ذوالفقار علی تھے جو ان دنوں یو۔پی کی سول سروس میں ملازم تھے۔

اپریل مئی 1931ء میں حضرت امام جماعت الثانی صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب اور آپ کی حرم محترمہ ام ناصر صاحبہ نے ڈیرہ دون و منصوری کا دورہ کیا۔ جس میں متعدد لیکچر بھی دیئے قاضی محمد اکرم ان دنوں ڈیرہ دون میں پولیس کے اعلیٰ افسر تھے انہوں نے نہ صرف حضرت صاحب کے اہل خانہ اور ساتھیوں کی آرم دہ رہائش وغیرہ کا اعلیٰ انتظام کیا بلکہ ان کے تمام دورہ ڈیرہ دون و منصوری کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں خاص کردار ادا کیا۔

قاضی محمد اکرم صاحب کا شروع سے ہی جماعت احمدیہ سے بہت لگاؤ رہا آپ نظام وصیت سے بھی منسلک تھے آپ نے ملازمت کے آخری حصہ میں قادیان کے محلہ دارالانوار میں 2 کنال زمین خرید لی تھی اور ریٹائرمنٹ کے بعد قادیان میں رہائش رکھنے کا ارادہ تھا مگر عمر نے وفا نہ کی اور آپ 13۔ جون 1933ء کو وفات پا گئے اور قادیان کے بہشتی مقبرہ میں اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر محبوب عالم کے پہلو میں جن کے ساتھ ان کو بہت لگاؤ تھا آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کی محلہ دارالانوار کی اس 2 کنال زمین پر آپ کی بیگم صاحبہ نے 35-1934ء میں ایک کوٹھی تعمیر کروا کے آپ کی قادیان میں رہائش رکھنے کی خواہش کی تکمیل کی تاکہ تمام اولاد کی سلسلہ احمدیہ اور مرکز سے وابستگی رہے۔ یہ کوٹھی تقسیم ملک تک آباد رہی۔ یاد رہے کہ قاضی محمد اکرم کی کوٹھی کے ساتھ ہی ان کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالمجید کی بڑی کوٹھی تھی اور ساتھ ہی سب سے چھوٹے بھائی قاضی محمد اسلم کی کوٹھی تھی اور کچھ دیگر افراد خاندان کی بھی زمین تھی۔ قاضی فیملی کی یہ کوٹھیاں اور زمین جن کا رقبہ اندازاً 17' 18 کنال تھا حضرت امام جماعت الثانی صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کی کوٹھی دارالحمد کے ساتھ لگتی تھیں۔

قاضی محمد اکرم صاحب کی 1933ء میں وفات کے بعد آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 6 بیٹے اور 1 بیٹی تھی بڑے بیٹے کی عمر اس وقت 17 سال اور سب سے چھوٹے کی 1 سال کے قریب تھی۔ اس کٹھن موقعہ پر آپ کی بیوہ نے حالات کو بہت عقل مندی اور سوجھ بوجھ سے سنبھالا اور بچوں کو نہ صرف اچھی تربیت دی بلکہ سب کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ اس کے علاوہ خود بھی لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدہ جات پر نہایت لگن اور پر جوش دینی جذبہ کے ساتھ کام کیا لجنہ اماء اللہ حلقہ ہال روڈ کی عرصہ تک صدر رہیں۔ 1963ء میں آپ کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے بہترین کام کرنے پر سند خوشنودی عطا ہوئی (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم صفحہ 224)

آپ نے اپنے خاوند قاضی محمد اکرم صاحب کی وفات (1933ء) کے بعد عمر کا بقیہ حصہ جو نصف صدی سے زائد پر محیط تھا نہایت صبر' شکر' محنت اور ہمت سے گزارا۔ بچوں کی بہترین تربیت کی اور بہترین تعلیم دلوائی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بے لوث خدمت کی۔ آپ اپنے اعلیٰ اخلاق و عادات کی بناء پر اپنے اور پرائے سب میں ہر دلعزیز تھیں۔ آپ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خاندان سے بے پناہ عقیدت تھی اور آپ کو بھی خاندان والے بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

آپ کی وفات 12۔ دسمبر 1986ء بروز جمعہ فجر کے وقت ہوئی اور نظام وصیت سے 1946ء سے منسلک ہونے پر بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

OOO

انوارالحق ٹھکر۔ کوٹلی آزاد کشمیر

مکرم میاں احسان الحق ٹھکر صاحب

ہمارے پیارے ابو جان احسان الحق ٹھکر صاحب کوٹلی آزاد کشمیر ہمیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ 2 فروری 1947ء کو ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے اور احمدیت سے نہایت گہری وابستگی تھی۔

ابو جان ہمیشہ عبادت کی پابندی کرتے' فجر سے قبل کی عبادت بھی ادا کرتے۔ امامت سے ان کی اطاعت گزاری بے مثال تھی' خدا تعالیٰ کی ذات پر غیر معمولی یقین رکھتے تھے۔ آپ ایک نافع الناس وجود تھے۔ رحم دل' ملنسار' اور مہمان نواز تھے۔

پیارے آقا سے والہانہ عقیدت تھی' آپ ے ہر حکم پر لبیک کہتے اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ کئی جماعتی عہدوں پر فائز رہے جن میں ناظم اطفال قائد ضلع' سیکرٹری تحریک جدید' سیکرٹری دعوت الی اللہ' زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری جائیداد شامل ہیں۔

آپ کلام پاک کی تلاوت باآواز بلند کرتے' ہمیشہ دعائیں کرتے رہتے' اپنے رشتہ داروں سے بہت حسن سلوک سے پیش آتے۔

پڑوسیوں کے حقوق ادا کرتے۔ اپنے حقیقی بہن بھائیوں سے ان کا پیار مثالی تھا۔ آپ کے والد محترم یعنی ہمارے دادا جان بھی جوانی میں ہی انگلینڈ میں وفات پا گئے تھے۔ اس لئے بھائیوں اور بہنوں کی پرورش کا ذمہ محترم والد صاحب نے اٹھایا۔ ان کو پڑھایا لکھایا' شادیاں کروائیں۔

وفات کے وقت کوئی بہن بھائی ان کے پاس نہ تھا۔ اپنی زندگی میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو بہت یاد کرتے رہے۔ آپ بلند اخلاق اور اعلیٰ کرداری کے مالک تھے۔ ہمیشہ غرباء اور مساکین کی مدد کرتے۔

آپ حضرت صاحب کو باقاعدگی سے خط لکھتے۔ اور ہمیں بھی خط لکھنے کی تلقین کرتے رہے۔

ربوہ سے تشریف لانے والے تمام مہمانوں کے طعام و قیام کا بندوبست کرتے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت کی دیگر کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتیں۔

ضلع کوٹلی میں تعینات ہونے والے مربیان سلسلہ کا بے حد خیال رکھتے اور بھائیوں جیسا سلوک کرتے۔

1993ء میں آپ کو قادیان جانے کا موقع نصیب ہوا۔ آپ نے وہاں بہت دعائیں کیں۔ محترم والد صاحب کو ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف تھی۔ دو دن ہسپتال میں داخل رہے۔ صحت کافی سنبھل گئی تھی 8 جنوری 1997ء کو گھر واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے۔ مگر اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 49 سال تھی۔۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ تمام پڑھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے والد صاحب کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ہم ان کے نیک کاموں کو زندہ رکھنے والے ہوں۔

> بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دیکر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے۔ اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو۔
>
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

(1)

محترم بشیر احمد خان رفیق صاحب لندن سے تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار کا مضمون حضرت میر عبد السلام صاحب سیالکوٹی رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے بارہ میں آپ نے شائع کیا ہے ایک بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت میر صاحب کی وفات کی اطلاع ان کے رشتہ داروں کو ہوئی تو ایسٹ افریقہ سے ان کے داماد اور ان کے ایک بھانجے جو انگلستان میں مقیم تھے فوراً پہنچ گئے تھے اور حضرت میر صاحب کی تجہیز و تکفین کے انتظامات میں شریک ہوئے اور اس سلسلہ میں تمام اخراجات بھی انہوں نے ہی ادا کئے تھے لندن مشن نے انتظامات کی نگرانی کی تھی اور ان کے رشتہ داروں سے پورا پورا تعاون کیا تھا۔

(2)

ایک دردناک حادثہ اور صبر کی بہترین مثال

فیصل آباد سے مکرمہ امتہ الرشید انور صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

الفضل میں ممنون احسان کے حوالے سے بہت سے لوگوں کی طرف سے مضمون شائع ہوتے رہے دل چاہتا تھا کہ میں بھی اپنے محسن شیخ آفتاب احمد ابن شیخ عزیز احمد کا ذکر الفضل میں شائع کرواؤں جنہوں نے میرے بیٹے کے داخلہ ایم بی بی ایس کے موقع پر ضمانت دی تھی۔ ابھی اس خیال کو دل میں ہی لئے بیٹھی تھی کہ ہمارے قریب ہی ایک گھرانے کو اس قدر دردناک حادثہ پیش آیا اور ان کا صبر اور استقامت دیکھ کر دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ کی خدمت میں ان کے حالات کا تذکرہ آپ سے کروں تاکہ آپ مہربانی فرما کر الفضل میں شائع کریں۔

یہ تیرا درس وفا اے آقا

میں حسب معمول کام میں مشغول تھی کہ فون کی گھنٹی بجی میرے بیٹے ظہیر سکندر نے اپنے آفس سے فون پر مجھے بتایا "امی آپ کو کوئی اچھی خبر نہیں سنا رہا۔ کہکشاں کالونی میں لطیف سوری صاحب اور ان کے اہل خانہ ربوہ جا رہے تھے راستے میں ان کا میجر ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے" وہ بڑے اچھے لوگ اور مخلص احمدی ہیں میں فوراً ان کے گھر پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنی دو بچیوں کی میتیں لے کر ربوہ جا چکے ہیں جبکہ تیسری بیٹی موت اور زندگی کی کشمکش میں الائیڈ ہسپتال میں ہے۔ اگلے ہی دن تیسری بیٹی بھی اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملی ہم سب اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ جب لطیف سوری صاحب اور ان کی بیگم ربوہ سے واپس اپنے گھر کہکشاں کالونی فیصل آباد پہنچیں تو ہم سب عورتیں افسوس کرنے ان کے گھر گئیں وہاں جو منظر دیکھا اسے دیکھ کر دل نے گواہی دی کہ واقعی یہ صبر کا بہترین نمونہ ہے۔ تین بچیوں اور ایک بھتیجے کو خدا کے سپرد کر کے گھر آنے والی بظاہر یہ کمزور عورت۔ صبر و رضا کا ایک مضبوط پہاڑ بنے بیٹھی تھی۔ خود زخمی۔ بے انتہا غمزدہ مگر خدا کی رضا پر راضی۔ آہ و زاری اور گریہ کرنے کی بجائے ہر ایک سے کہتی کہ میرے خدا نے میرے لئے بہتر ہی کیا ہو گا۔ وہ اپنے بندوں سے بے پناہ پیار کرتا ہے تو پھر پیار کرنے والے تو کسی کے ساتھ برا نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ ان کا کوئی بیٹا نہیں پانچ بیٹیاں ہی تھیں۔ بڑی کا شاید نکاح ہوا ہے دوسرے نمبر پر بیٹی کی شادی کی۔ اسی کے ولیمہ پر جا رہے تھے باقی تینوں کو بیک وقت اللہ نے بلا لیا۔ اس غمزدہ ماں نے صبر کا ناقابل یقین منظر پیش کیا۔

OOO

بقیہ صفحہ 3

آجکل سوتی دھاگہ سے تو کم ہی کپڑے بنتے ہیں۔ اکثر مصنوعی دھاگہ سے بنے ہوتے ہیں۔ خاص کر بچوں کو کاٹن کے کپڑے پہنائیں۔

الرجی کی تشخیص اگر کسی شئے کے جسم کو چھونے' سانس لینے کے عمل سے جسم میں کوئی شئے داخل ہونے یا کسی شئے کے کھانے سے الرجی ہو جائے تو ایسی صورت میں الرجی کی تشخیص آسان ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کو کوئی پھل کھانے کے بعد جسم کی جلد پر سرخ دانے ہو جائیں تو بس آئندہ سے وہ چیز نہ کھائیں لیکن بعض مرتبہ الرجی ایسی اشیاء سے ہو جاتی ہے جو کہ آسانی سے معلوم نہیں کی جا سکتیں یا ان کو آسانی سے علیحدہ طور پر پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔

ایسی الرجی کے علاج کا سب سے پرانا اور عمدہ طریق یہ ہے کہ ایسی شے کا کھوج لگایا جائے جو کہ الرجی کرتی ہے اور اس کو غذا سے نکال دیا جائے۔ ایسی صورت میں یہ طریق اختیار کیا جاتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر بہت ہی سادہ غذا کھانی شروع کریں۔ جو کہ الرجی نہیں کرتی۔ جیسے مکھن نکلا دودھ اور آٹے کی روٹی سے ابتدا کریں۔ اگر ان سے چند روز الرجی نہیں ہوتی تو چند دنوں کے وقفہ سے آہستہ آہستہ ایک ایک چیز کا خوراک میں اضافہ کریں۔ اور یہ عمل کئی ہفتوں پر پھیلا دیں۔ اور جب آپ کو کسی شے کے اضافہ سے الرجی ہو جائے تو وہ چیز پکڑی گئی۔ اور آپ نے تشخیص کر لی کہ کونسی غذا یا شے الرجی کا سبب بن رہی ہے۔

امریکہ میں بہت چھوٹی عمر کے بچوں کو درد شقیقہ ہونا شروع ہو گئی ہے۔ جب اس طریق پر عمل کر کے ان بچوں کی غذا میں سے کچھ چیزیں نکال دی گئیں تو ان کو بہت افاقہ ہوا۔

الرجی کی تشخیص کا جدید طریق یہ بھی ہے کہ جلد اور خون کے ٹیسٹ کر کے معلوم کیا جائے کہ الرجی کی کیا وجہ ہے۔ جلد کے ٹیسٹ دو قسم کے ہیں۔ ایک ٹیسٹ جسم میں سوئیاں لگا کر کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا جلد پر Patch لگا کر کیا جاتا ہے۔ لیکن آج کل خون ٹیسٹ کر کے الرجی کی وجہ معلوم کی جا سکتی ہے۔ اور یہ ٹیسٹ زیادہ قابل اعتماد ہے۔ اور اس کو

Eniyme Allersosorbent Test (EAST)

کہتے ہیں۔ پاکستان میں بڑی بڑی لیبارٹریاں یہ ٹیسٹ کرتی ہیں۔ اور یہ کافی مہنگا ٹیسٹ ہے۔ فضل عمر ہسپتال کی لیبارٹری میں بھی آزمائشی طور پر کچھ عرصہ کیلئے یہ ٹیسٹ کئے گئے تھے۔ بعض مرتبہ الرجی کے جتنی مرضی ٹیسٹ کروا لیں یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کون سی خاص چیز الرجی کر رہی ہے۔ مجھے خود ایک خاص کے زرگل سے شدید الرجی ہو جاتی ہے۔ میں نے امریکہ میں خود مختلف اشیاء کے 100 ٹیسٹ کئے۔ مگر کوئی بھی ٹیسٹ مثبت نہ نکلا۔ اسی طرح آپ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ الرجی ٹیسٹ ایک خاص حد تک حساس ہوتے ہیں۔ اور بعض مرتبہ ٹیسٹ کی یہ حد حساس الرجی کی تشخیص نہیں کر سکتی۔ اس لئے مکمل طور پر ہم ٹیسٹوں پر انحصار نہیں کر سکتے۔ مریض کو خود بھی کوشش کر کے یہ جاننا ہو گا کہ کن وجوہ کی بناء پر اس کو الرجی ہو رہی ہے۔

الرجی کا علاج الرجی کا علاج مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ بعض علاج ایسے ہیں جن سے مرض تو دور نہیں ہوتا لیکن وقتی طور پر مرض کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ مرض کو دبا دینے والی دوائیں ہیں۔ ان دواؤں میں Antihistamines ' Chromoglycate اور Steroid وغیرہ شامل ہیں۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ جسم میں اس شے کی تھوڑی تھوڑی مقدار ٹیکہ کی صورت میں داخل کر کے جسم کو Desensitize کر دیا جاتا ہے۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ جس شے سے الرجی ہوتی ہے اس کو غذا سے نکال دیا جائے۔ یا پھر اگر وہ فضا میں ہے تو جس حد تک احتیاط ہو سکے اس سے بچنا چاہئے۔

آپ نے بعض لوگ ایسے بھی دیکھے ہونگے جو یہ شکایت کریں گے کہ ان کو تو ہر چیز سے الرجی ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت کو "Total Allergy Syndrome" کہا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ان لوگوں کے جسم کے دفاعی نظام میں ایسی خرابی پیدا ہو گئی ہو جو کہ مستقل طور پر اور تقریباً ہر شے سے ہی الرجک ری ایکشن کرنے کا سبب ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگ الرجی کو غلطی سے مورد الزام ٹھہرا رہے ہوں اور در حقیقت ان کے جسم میں کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہو۔ بعض اوقات علاج کرنے والے بھی اگر کوئی مرض سمجھ نہ آ رہا ہو تو جان چھڑانے کی خاطر کہہ دیتے ہیں کہ الرجی ہے جی۔

ہومیو پیتھی اور الرجی ایلو پیتھک میں بعض دوائیں ایسی ہیں جو کہ بہت ہی احتیاط سے استعمال کرنی چاہئیں۔ اور ڈاکٹری مشورہ کے بغیر بالکل نہیں کھانی چاہئیں۔ جیسے Steroids وغیرہ میں ذاتی طور پر لنڈن میں ایسے مریضوں کو جانتا ہوں جن کو بہت شدید قسم کا Hay Fever ہو جاتا تھا۔ ڈاکٹر ان لوگوں کی تکلیف کم کرنے کے لئے وقتی طور پر Steroids دے دیتے تھے جو کہ بہر حال نقصان دہ ہیں۔ ان میں سے بعض لوگوں کو حضرت صاحب نے ہومیو پیتھک کی دوائیاں دیں۔ اللہ کے فضل سے آرام آ گیا۔ محمد اسلم خالد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کو زرگل وغیرہ سے بہت زیادہ الرجی کا حملہ ہوتا تھا جو ناقابل برداشت ہوتا۔ حضرت صاحب نے دوائی دی۔ تو گذشتہ سال ان کا HayFever ٹھیک ہو گیا۔ مجھے بھی کافی عرصہ یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی جونہی زرگل کا موسم آتا شدید الرجی ہو جاتی۔ پھر جو ایلو پیتھک دوائی ایک ماہ کھاتا وہ اثر چھوڑ دیتی۔ پھر بدل کر دوسری۔ پھر تیسری بس یہی سلسلہ رہتا۔ گذشتہ سال میں کار میں اسلم خالد صاحب کے ساتھ جا رہا تھا۔ مجھے الرجی کی وجہ سے تیز بخار' آنکھوں اور ناک میں شدید الرجی ایک قدم بھی چلنا مشکل۔ خالد صاحب نے چند ہومیو پیتھک کی گولیاں میرے ہاتھ پر ڈالیں۔ جو ان کو حضرت صاحب نے دی تھیں۔ بس کھاتے ہی جنتر منتر والا معاملہ ہوا۔ اب Hay Fever کا سیزن آ رہا ہے۔ اگر آپ کو بھی اس سیزن میں الرجی ہو جاتی ہے تو حضرت صاحب کا MTA پر الرجی کا سبق سن کر دوائی آپ خود تلاش کر سکتے ہیں۔ ہومیو پیتھک دوا کے نہ تو منفی اثرات ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ غنودگی پیدا کرتی ہیں۔ ایلو پیتھک کی اکثر دوائیں جو الرجی میں دی جاتی ہیں وہ نیند کا غلبہ پیدا کرتی ہیں۔ اگرچہ چند سالوں سے ایسی دوائیں دستیاب ہیں جن کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نیند آنے کا سبب نہیں بنتیں لیکن ان دواؤں کے استعمال سے بھی کچھ نہ کچھ سستی اور نیند آنے کا احساس ہوتا ہے۔

O☆O☆O☆O

عطیہ برائے گندم

O ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کار خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بد گندم کھاتہ 230-3/4550 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرماویں۔

صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم
جلسہ سالانہ ربوہ

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم 1996ء

○ مجلس انصار اللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی چہارم 1996ء میں خداتعالیٰ کے فضل سے کل 193 مجالس سے 2208 انصار نے شرکت کی۔

مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

1-اول۔ مکرم محمد سلیم اختر صاحب دہلی گیٹ لاہور
2- دوم - مکرم محمد نسیم صاحب گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ
3-سوم۔ مکرم ارشاد احمد خان صاحب پشاور

جن انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی ان کے اسماء گرامی بغرض دعا تحریر کئے جاتے ہیں۔

خصوصی گریڈ

(1) مکرم محمد سلطان اکبر صاحب دارالصدر غربی حلقہ قمر ربوہ (2) مکرم جمیل الرحمان رفیق صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ (3) مکرم منیر الدین احمد صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ (4) مکرم ملک اللہ بخش صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ (5) مکرم عبدالرشید رازی صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ (6) مکرم سلطان احمد شاہد صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ (7) مکرم مرزا عبدالرشید صاحب دارالیمن غربی ربوہ (8) مکرم محمد ارشد قریشی صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ (9) مکرم ڈاکٹر فیض اللہ خان صاحب دارالعلوم غربی حلقہ ثناء ربوہ (10) مکرم عبدالرشید خان صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ (11) مکرم ناصر احمد بلوچ صاحب دارالعلوم غربی حلقہ خلیل (12) مکرم فضل الٰہی ملک صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ (13) مکرم میاں عطاء اللہ نسیم بھیروی دارالرحمت وسطی ربوہ (14) مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی (15) مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب النور کراچی (16) مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب عزیز آباد کراچی (17) مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل صاحب النور کراچی (18) مکرم اشفاق حسین صاحب ماڈل کالونی کراچی (19) مکرم میاں محمد سعید درد صاحب گلبرگ لاہور (20) مکرم محمد محسن چوہان صاحب سمن آباد لاہور (21) مکرم غلام محمد صاحب سمن آباد لاہور (22) مکرم منظور احمد صاحب مغل پورہ لاہور (23) مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر صاحب ڈیفنس سوسائٹی لاہور (24) مکرم پروفیسر محمد رشید طارق صاحب دہلی گیٹ لاہور (25) مکرم رحمت اللہ صاحب مغلپورہ لاہور (26) مکرم ڈاکٹر سید محمد محسن ہاشمی صاحب فیصل آباد (27) مکرم رائے محمد اسلم صاحب کریم نگر فیصل آباد (28) مکرم عبدالصمد صاحب کریم نگر فیصل آباد (29) مکرم حافظ محمد اکرم صاحب کریم نگر فیصل آباد (30) مکرم امان اللہ صاحب فضل عمر فیصل آباد (31) مکرم نصیر احمد بھٹی صاحب کھاریاں کینٹ (32) مکرم محمد شریف خالد صاحب پتوکی (33) مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب خانیوال (34) مکرم احمد حسین رانا صاحب سانگلہ ہل شیخوپورہ (35) مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب سانگلہ ہل شیخوپورہ (36) مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب شیخوپورہ (37) مکرم عزیز احمد طاہر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ (38) مکرم محمد میال صاحب جھنگ صدر (39) مکرم مقبول احمد چودھری صاحب بہاولنگر (40) مکرم قمر محی الدین صاحب ملیانوالہ سیالکوٹ (41) مکرم غلام محی الدین صاحب ملیانوالہ سیالکوٹ (42) مکرم بشیر احمد اعوان صاحب ملیانوالہ سیالکوٹ (43) مکرم محمد مشتاق صاحب منڈی بہاؤالدین (44) مکرم منیر الدین سیال صاحب وہاڑی (45) مکرم سید سعید احمد صاحب کنری سندھ (46) مکرم بشیر احمد صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ (47) مکرم محمود مجیب اصغر صاحب مظفرگڑھ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء امتحان کو علم و فضل میں ترقی کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرتا رہے۔ آمین۔

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

پہلی علمی و ورزشی ریلی
دارالرحمت وسطی ربوہ

○ مورخہ 23-24- مارچ 1997ء کو دارالرحمت وسطی ربوہ کے واقفین نو کی پہلی علمی و ورزشی ریلی کا انعقاد کیا گیا جس میں (90) واقفین نو شامل ہوئے۔

23- مارچ کو پروگرام کا افتتاح مکرم عبدالحلیم احمد صاحب (استاذ الجامعہ) نے کیا۔ اس روز علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ ان میں تلاوت، نظم، تقریر اور دینی معلومات کے مقابلہ جات شامل تھے۔

مورخہ 24- مارچ بروز سوموار ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب (نائب وکیل وقف نو) تھے۔ ورزشی مقابلہ جات میں رسہ کشی، ریلے ریس، سیدھی دوڑ، روک دوڑ، کلائی پکڑنا اور میوزیکل چیرز کے دلچسپ پروگرام شامل تھے۔ مقابلہ جات میں بچوں اور بچیوں نے بڑے شوق سے حصہ لیا۔

بعد ازاں مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین نو بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کئے۔ آپ نے جملہ انتظامات پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے صدر صاحب محلہ اور سیکرٹری صاحب وقف نو دارالرحمت وسطی مکرم آفاق احمد صاحب باجوہ اور ان کے معاونین کا شکریہ ادا کیا۔ دعا پر تقریب کا اختتام ہوا جو مکرم چوہدری مجید احمد صاحب (صدر محلہ) نے کروائی۔

(وکالت وقف نو)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 24 - اپریل۔1997ء
درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 38 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ورثے میں ملنے والے برے اقتصادی حالات کو ٹھیک کیا جائے گا لیکن یہ کام بتدریج ہو گا۔ بجلی اور دوسرے ٹیکس بڑھانے کا دباؤ ہم قبول نہیں کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ سابق حکومت کے پاور پراجیکٹس کے معاہدوں میں زبردست "کک بیکس" موجود ہیں۔ بجلی کی لاگت 70 پیسے فی یونٹ ہے۔ لیکن معاہدے کے مطابق 3ء45 روپے فی یونٹ فروخت کی جائے گی اور ظاہر ہے کہ واپڈا اس نرخ پر خریدے گا تو مزید مارجن رکھ کر ہی بیچے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ بے نظیر نے کیا سنا اور کیا کہا مجھے تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنی پالیسی اور منشور کی کارکردگی کی بات کروں گا۔ ہم وہ کام کر رہے ہیں جو ملکی مفاد میں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں کھنڈرات ملے تھے مگر روم ایک دن میں تعمیر نہیں ہوا تھا۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے لاڑکانہ میں خطاب کے دوران کہا کہ زمین اس کی ہے جو آباد کرے۔ زمین اپنے آباد کرنے والے سے محبت کرتی ہے۔ یہ بات انہوں نے سندھ میں کچے کی سرکاری زمین کی ہاریوں میں تقسیم کے بعد کہی۔ انہوں نے بے زمین ہاریوں میں زمین بانٹی اور انہیں کے ساتھ لسی پی اور مکھن کے ساتھ روٹی کھائی۔ لاڑکانہ سے واپسی پر لاہور پہنچنے پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گجرال کے بیانات حوصلہ افزاء ہیں۔ اور امید ہے کہ پاکستان اور بھارت مل کر باہمی تنازعات کا حل ڈھونڈ لیں گے۔ انہوں نے آٹے کی قلت کے بارے میں بے نظیر حکومت کو ذمہ دار قرار دیا۔ اور ان پر اربوں روپے بنانے کا الزام لگایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم ٹیکس ریٹ اور کسٹمز ڈیوٹی میں اصلاحات کر رہے ہیں۔ ٹیکسوں کی بنیاد وسیع کی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ ایم کیو ایم سے معاہدہ پر عمل در آمد میں کوئی رکاوٹ ہوئی تو دور کر لیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ کالا باغ ڈیم پر مثبت پیش رفت ہو گی۔ انہوں نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ ملک جلد گندم میں خود کفیل ہو جائے گا۔

○ ڈالر کے مقابلے میں روپیہ مزید سستا ہو گیا۔ موجودہ حکومت کے دور میں پہلی بار روپے کی قیمت گری ہے۔ ڈالر کی سرکاری قیمت خرید 40.12 سے بڑھ کر 40.24 اور قیمت فروخت 40.32 سے گر کر 40.44 روپے ہو گئی۔ ڈالر کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ آئی ایم ایف کے دباؤ پر روپیہ مزید سستا ہو گا۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ فوج کے محاسبہ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا۔ منشیات کی سمگلنگ میں فوج کا ملوث ہونا واحد واقعہ نہیں۔ جنرل ضیاء کے دور میں کئی جرنیلوں پر ارب پتی بننے کے الزامات تھے۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بڑے بحران آنے والے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کھیل اب ختم ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں آئندہ وزیر اعظم نہیں بنوں گی۔ تاہم سیاسی کردار ادا کرتی رہوں گی۔ ملک میں نہ تو اپوزیشن ہے اور نہ میں قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہوں۔ سپیکر نے کہا کہ ون پارٹی سسٹم ہے تو پھر یہ اس سسٹم کو چلائیں۔ دس سال میں چار الیکشن ہو چکے۔ حکومت کو اب وقت ملنا چاہئے۔ ہم نے قرضے اتارے خسارہ کم کیا۔ یہ بات "ان" کو پسند نہ آئی، "انہیں" ایٹمی پالیسی بھی پسند نہ تھی۔ اس لئے ہمارے خلاف ہو گئے۔ اور ہم چلے گئے موجودہ حکومت میں پاکستان مغربی ملکوں کی ڈمپنگ گراؤنڈ بن گیا ہے۔ کشمیر کے بارے میں اصولوں پر سودا بازی نہ کی جائے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے الزام لگایا ہے کہ آصف علی زرداری کو طبی امداد نہیں مل رہی۔ رہائی کہاں ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ "بھٹوز" کا ووٹ بینک ہم پارٹی کے ووٹ بینک میں بدلنا چاہتے ہیں۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم آئی کے گجرال سے کوئی سودے بازی نہیں ہو گی۔ نہ ہی سیاچن سے فوجیں ہٹائی جائیں گی۔ دفاعی بجٹ میں کمی ممکن نہیں۔ کوئی بین الاقوامی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔ پاکستان خطے میں امن قائم کرنے میں انتہائی سنجیدہ ہے۔ مگر اس کے لئے طاقت کا عدم توازن ختم کرنا اولین شرط ہے۔ صدر اور آرمی چیف میں ملاقات میں بھارت میں سیاسی بحران کے بعد انتظامی تبدیلی دفاعی صورت حال، مسئلہ کشمیر اور اندرون ملک امن وامان کی مجموعی صورت حال پر تبادلہ خیالات کیا گیا۔ جنرل جہانگیر کرامت نے اپنے غیر ملکی دورے کی تفاصیل سے آگاہ کیا۔

○ سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا ہے کہ اقتصادی پیکیج جرات مندانہ اقدام ہے۔ تاجر برادری اسے کامیاب بنائے۔ نئے ٹیکس 20 فیصد کی شرح سے لگائے گئے۔

○ آل کشمیر حریت کانفرنس نے کہا ہے کہ کانگرسی لگام سے گجرال کا گھوڑا مرضی کی چال نہیں چل سکتا۔ جہلم کے گجرال اور بھارتی وزیر اعظم میں نیلم اور گنگا جتنا فرق ہے۔ کوئی بھی لمبی چوڑی توقعات نہ باندھی جائیں۔

○ ہیروئن کا گاڈ فادر اپنے کارندوں کو چھڑانے کے لئے لاہور پہنچ گیا۔ نائیجریا کا جیوٹ گرفتار ہونے والے ساتھیوں کو چھڑانے کے لئے اہم شخصیات سے رابطے کر رہا ہے۔ ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ اسے آئندہ چند روز تک گرفتار کر لیا جائے گا۔ پاکستان میں تحقیقات کرنے یا کسی اور ملک کے حوالے کرنے کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔ امکان یہی ہے کہ ملزم کو ایف آئی اے کے حوالے کر دیا جائے گا۔

○ پنجاب کے سابق سپیکر محمد حنیف رامے نے کہا ہے کہ کنفیڈریشن اکھنڈ بھارت فلسفے کا حصہ ہے۔ یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ یورپ کی طرح ایشیائی بلاک ضرور بن سکتا ہے جس میں چین اور جاپان بھی آئیں گے۔ بھارت کی برتری کا خدشہ نہیں ہو گا۔

○ ایم کیو ایم بدستور حکومت سے ناراض ہے۔ اور معاہدے پر عمل در آمد کے باوجود خوش نہیں ہے۔ چنانچہ سیاسی رہنماؤں کا ایک وفد الطاف حسین سے ملاقات کے لئے لندن جائے گا۔

اعلان دار القضاء

○ (مکرم ملک شاہد حسین اعوان صاحب بنام مکرم شیخ مظفر احمد صاحب وغیرہ)

اس تنازعہ سے متعلقہ جملہ فریقین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ اس بارہ میں دار القضاء میں مورخہ 97-5-11 کو بوقت 5 بجے شام ضروری کارروائی ہو گی۔ للذا بروقت تشریف لائیں۔ خصوصاً شیخ مطاہر احمد صاحب اور مکرم شیخ مزمل احمد صاحب۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

کارڈلیس ٹیلیفون۔ انٹرکام کی تسلی بخش
مرمت کا مرکز
آل الیکٹرانکس
دکان 57 الفیصل مارکیٹ لیاقت روڈ
فون: دوکان۔ 536393 راولپنڈی

فرحت علی جیولرز اینڈ نیوز ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز
فون 213156

خوشخبری
نصرت جہاں اکیڈمی کی تمام کتب
اور کاپیاں دستیاب ہیں۔
رعایتی نرخوں پر حاصل کرنے کیلئے تشریف لائیں
نوبل سٹیشنری سنٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

کریسینٹ گرامر ہائی سکول
فیکٹری ایریا ربوہ
نرسری تا دہم
داخلہ جاری ہے
پرنسپل

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون: 647434

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی سوانح حیات
تحدیث نعمت
ملنے کا پتہ
طاہر کمپوزنگ سنٹر، گابا بلڈنگ، رائل پارک، لاہور
فون: 6366931-6311931

"ایک آواز دنیا کے کناروں تک"
پروفیسر میاں محمد افضل کی کتاب ان کے مخصوص انداز میں لکھی ہوئی علمی مضامین۔ انشائیے۔ ایک شمع فروزاں اور اس کے پروانے۔ تاریخ احمدیت کے سنگ ہائے میل۔ روشنی کے مینار اور گلہائے رنگارنگ۔ سب آپ کی پسندیدگی کے طالب
262 صفحے قیمت -/50 + محصول ڈاک -/16 روپے
انور کلیم 281/B فیروز پور روڈ
لاہور۔ 54600